بسم اللہ الرحمن الرحیم

# موجودہ حالات میں رجوع الی اللہ کی اہمیت

جمع وترتیب

محمد عبید اللہ خان قاسمی

بزم خطباء

# بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا، اَمَّا بَعْدُ:

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید:

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (التحریم:۸)

ترجمہ: اے مسلمانو! اللہ کے حضور سچی توبہ کرو، اُمید ہے کہ تمہارے پروردگار تم سے تمہارے گناہوں کو دُور کردیں گے اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کردیں گے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اس دن اللہ پیغمبر اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں فرمائیں گے، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا، وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے ہمارے نور کو مکمل فرما دیجیے اور ہم کو بخش دیجیے، یقیناً آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ، وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (الزمر:۵۳،۵۴)

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے: (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:) اے میرے وہ بندو! جو اپنے آپ پر زیادتی کر گذرے ہیں، اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بے حد معاف کرنے والے اور بڑے ہی مہربان ہیں، اپنے پروردگار کی طرف واپس آجاؤ اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے پھر تمہاری مدد نہ کی جائے، اللہ کے فرمانبردار بن جاؤ۔

# آزمائش

گزشتہ ایک سال سے زاید عرصہ سے کرونا وائرس کی وبا پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، حالیہ وبا میں جسے اہلِ ایمان کے لیے اللہ کی طرف سے انتباہ، ابتلا، آزمائش کا لمحہ اور قیامتِ صغریٰ کہا جا سکتا ہے، یہ سخت آزمائش کا لمحہ ہے، اس مشکل گھڑی میں گناہوں پر ندامت، توبہ ومناجات اور خصوصی دعاؤں کے اہتمام اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآنِ کریم میں ارشادِ ربّانی ہے: وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَيۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَ. الَّذِيۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ (البقرہ: ۱۵۵، ۱۵۶) اور ہم تم لوگوں کو خوف، بھوک، مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے کچھ ضرور آزمائیں گے، (اس سلسلہ میں) آپ صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیں (جن کا حال یہ ہے کہ) جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں: 'ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف واپس ہونا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَلَوۡ اَنَّ اَهۡلَ الۡقُرٰۤى اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا لَفَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰـكِنۡ كَذَّبُوۡا فَاَخَذۡنٰهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ (الاعراف: ۹۶) اور اگر شہر کے لوگ ایمان لے آتے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے تو ہم ان پر آسمان وزمین سے برکتیں کھول دیتے؛ لیکن انھوں نے جھٹلایا تو ہم نے بھی ان کو ان کی حرکتوں کی وجہ سے پکڑ لیا۔ یعنی ایمان اور تقویٰ (اعمالِ صالحہ) برکت وخوشحالی کا ذریعہ اور بُرے اعمال عذاب وپکڑ اور پریشانی کا سبب ہیں۔

قوم ہود کو خطاب کرتے ہوئے کہا گیا: وَيٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا وَّيَزِدۡكُمۡ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمۡ وَلَا تَتَوَلَّوۡا مُجۡرِمِيۡنَ (ھود: ۵۲) اور اے میری قوم! تم اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو، پھر اسی سے رُجوع ہو جاؤ، اللہ تم پر موسلا دھار بارش برسائیں گے اور تمہاری طاقت میں خوب اضافہ کر دیں گے، تم گناہ کرتے ہوئے منھ نہ پھیرلو۔

ان آیات میں نعمتوں اور برکات کے حصول کا طریقہ گناہوں سے توبہ، استغفار اور تقویٰ کو بیان فرمایا ہے، جب معلوم ہوا کہ گناہوں کا چھوڑنا اور توبہ کرنا مال واولاد کی کثرت اور خوشحالی کا سبب ہے تو اس سے لازمی طور صاحبِ عقل وشعور یہی نتیجہ نکالے گا کہ گناہ اور نافرمانی، نعمتوں میں کمی اور بدحالی کا سبب ہے۔

بیش تر مواقع پر قدرتی آفات اور آسمانی مصائب اللہ کی طرف سے مقرر کردہ طرزِ زندگی سے انحراف، سرکشی اور بغاوت کا نتیجہ ہوتے ہیں، یہ درحقیقت اللہ کی جانب سے انتباہ اور یاددہانی ہوتے ہیں کہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی اور اُس کی نافرمانی چھوڑ کر اللہ کے دامنِ رحمت میں پناہ تلاش کی جائے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ کے حضور توبہ واستغفار کریں اور راضی کرنے والے اعمال میں لگ جائیں، صدقہ وخیرات

کی کثرت کریں، کیوں کہ یہ اللہ رب العزت کو بہت زیادہ پسند ہے اور اس کے ذریعے اس کی ناراضی دور ہوتی ہے۔

ہمیں یہ حکم ہے کہ اللہ کی رحمت سے کسی صورت اور کبھی بھی مایوس نہ ہوں، اُس کے دامنِ رحمت سے وابستہ رہنے، دین پر عمل کرنے، عبرت و نصیحت حاصل کرنے میں ہی عافیت ہے۔ اللہ کی رحمت کا دامن جس قدر وسیع ہے، اُس کے عفو و کرم اور درگزر کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں، یہاں تک کہ وہ اپنی رحمت سے مایوس ہو جانے والوں سے بھی ناراضی کا اظہار فرماتا ہے، اس حوالے سے ارشاد ہُوا: ''اللہ کی رحمت سے صرف گُمراہ ہی مایوس ہو سکتے ہیں۔'' (سُورۃ الحِجر)

حدیث میں مختلف گناہوں کو مختلف آفات و پریشانیوں کا سبب بتایا گیا ہے، اس قدر صراحت کے بعد بھی کیا اس حقیقت سے انکار ممکن ہے کہ " نافرمانی سببِ پریشانی اور باعثِ عذاب ہے"؟۔

دنیا دار العمل ہے، مگر کبھی اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اخروی عذاب کا ایک ادنیٰ سا نمونہ دنیا میں بھی دکھا دیتا ہے، تاکہ انسان نافرمانی سے باز آجائے، جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ترجمہ: "اور ہم ضرور ان کو قریب کا چھوٹا عذاب چکھائیں گے بڑے عذاب سے پہلے، تاکہ وہ لوٹ آئیں۔" (سورۃ السجدہ:۲۱)

پریشانی کی دوسری قسم وہ ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں ہوتی، بلکہ اس کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے جو رفع درجات یا گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ بنتی ہے اور یہ پریشانی اور تکلیف درحقیقت اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہوتی ہے کہ اس چھوٹی سی تکلیف کے سبب اللہ تعالیٰ اپنے کمزور بندے کو آخرت کے بڑے عذاب سے بچا لیتا ہے یا رفع درجات کی صورت میں بدلہ عطا کرتا ہے۔

## دعا مؤمن کا ہتھیار

اللہ سے رجوع کرنے کی صورت اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہے، یہ مؤمن کا ہتھیار ہے، اور اس سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صرف دعا ہی ایسی چیز ہے، جس سے تقدیر کا فیصلہ بدلتا ہے۔ (ترمذی) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ بندہ جب بھی دعاء کرتا ہے تو یا تو جو مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے، یا اسی کے مثل کوئی اور مفید چیز عنایت کرتا ہے، بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔ (مسند احمد) سب سے اہم بات یہ ہے کہ دعا سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے، اور بندے کو اللہ کا ساتھ مل جائے، اس سے اہم بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا بندہ مجھ سے جو گمان رکھتا ہے، میں اسی کے مطابق اس کے ساتھ عمل کرتا ہوں، اور جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (صحیح مسلم)

دعا کی ایک صورت استغفار ہے، یہ بھی مصیبتوں سے نجات پانے کا ایک غیبی نسخہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو استغفار کا اہتمام کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے مصیبت سے باہر نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے، ہر فکر سے نجات عطا فرماتا ہے۔ (سنن ابوداؤد)

اس لیے استغفار کا بھی خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

اسی طرح درود شریف کی کثرت کرنی چاہیے، کیوں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے تو اللہ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ رحمتوں کے نازل ہونے میں مصیبتوں کا دور ہونا بھی شامل ہے۔ اس لیے دعا کے ساتھ ساتھ استغفار اور درور شریف کی کثرت کی جائے۔

## رجوع الی اللہ کی حقیقت

رجوع الی اللہ کا غالب ترین مطلب توبہ واستغفار یا انابت الی اللہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ، وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (الزمر: ۵۳، ۵۴) آپ کہہ دیجیے: (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:) اے میرے وہ بندو! جو اپنے آپ پر زیادتی کر گذرے ہیں، اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بے حد معاف کرنے والے اور بڑے ہی مہربان ہیں۔ اپنے پروردگار کی طرف واپس آجاؤ اور اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے پھر تمھاری مدد نہ کی جائے، اللہ کے فرمانبردار بن جاؤ۔

توبہ واستغفار انسان کی ضرورت ہی نہیں بلکہ ایک صفتِ عالیہ بھی ہے۔ ارتکابِ گناہ کے باب میں امام غزالیؒ نے تین درجات کا ذکر فرمایا ہے: فرشتوں یا انبیاءؑ کی خصوصیت ہے کہ ان سے کسی گناہ کے سرزد ہونے کا امکان ہی نہیں ہے۔ شیطان کا درجہ یہ ہے کہ اس کو ندامت کے بجائے گناہ پر اصرار ہوتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان میں بنی آدم کا مقام یہ ہے کہ وہ گناہ کے سرزد ہوجانے پر نادم بھی ہوتے ہیں اور آئندہ کے لیے اسے ترک کرنے کا پختہ عزم بھی کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش خبری ہے کہ: ”تم میں سے جب کوئی توبہ کرے تو اس سے اللہ تعالیٰ اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جتنا کوئی تم میں سے اپنا گم شدہ مویشی کو پا جانے پر خوش ہوتا ہے۔“ کیوں کہ ارشادِ ربانی ہے: ”پھر جو شخص اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے“۔ قرآن حکیم میں یہ ترغیب موجود ہے کہ: ”اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی“۔

تفسیر عثمانی میں ”رجوع الی اللہ“ کی اصطلاح کے وسیع تر معنیٰ اس طرح بیان کیے گئے ہیں کہ ”رجوع الی اللہ“ کا لفظ جب مومن کے لیے استعمال کیا جائے تو اس سے مراد ایک مسلمان کا اپنے پچھلے گناہوں سے معافی مانگنا اور حقوق اللہ وحقوق العباد میں اس پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کی ادائیگی کی نیت کرنا نیز آئندہ زندگی میں فرائض وواجبات ادا کرنے اور حرام چیزوں سے بچنے کی پابندی، سنن ونوافل ادا کرنے اور مکروہات سے بچنے کا اہتمام کرنے کی نیت کرنا ہے۔ اسی ”رجوع الی اللہ“ کا اطلاق جب غیر مسلم پر کیا جائے تو اس کا مطلب گذشتہ نافرمانی اور کفر وشرک والی زندگی سے تائب ہوکر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکامات کی طرف لوٹنا ہوتا ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ ”رجوع الی اللہ“ کا استنباط کائنات کی تمام اشیاء پر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس دنیا میں اگرچہ ظاہری طور پر

انسانوں کی حکومت ہے اور دنیوی چیزیں انسانوں کی ملکیت میں دکھائی دیتی ہیں، لیکن آخرت میں انسان کے تمام ظاہری اختیارات ختم ہوجائیں گے اور ہر چیز صرف اللہ کے حکم اور اختیار میں چلی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور رجوع رہنا دراصل اہل ایمان کی ایک اہم صفت ہے۔ سورۂ مؤمنون میں ایمانیات کے بعد عمل کے ساتھ اس کا ذکر کیا گیا ہے، فرمایا کہ مومن: ''جو اپنے رب کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں، جو اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں، جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، اور جن کا حال یہ ہے کہ جو کچھ بھی دیتے ہیں اسے دیتے ہوئے دل اُن کے اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے''۔

رجوع الی اللہ کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے اس کی رہنمائی قرآن حکیم کی یہ آیت کرتی ہے کہ: "وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُور"۔ یعنی ''زمین وآسمان کی ساری چیزوں کا مالک اللہ ہے اور سارے معاملات اللہ ہی کے حضور پیش ہوتے ہیں۔'' ظاہر ہے جو رب ذوالجلال زمین وآسمان کا مالک ہے تو سارے معاملات کو کسی اور کی جناب میں نہیں بلکہ اسی کی جانب رجوع ہونا چاہیے، اس کائناتِ ہستی کی ہر شئے اللہ کی بندگی کرتی ہے اس کی تسبیح بیان کرتی ہے اور اسی کے احکام بجالاتی ہے لیکن اس معاملے میں ایک حد تک حضرت انسان کی حالت استثنائی ہے۔ انسانوں سے متعلق ارشادِ قرآنی ہے: "إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا"۔ یعنی ''ہم نے اسے راستہ دکھادیا، خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا''۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں انسان کو شکر اور کفر میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی آزادی ہے اور اسی آزادی کا استعمال دراصل اس کی سب سے بڑی آزمائش ہے۔ قرآن مجید میں ابن آدم کا مقصدِ حیات اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ: "الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ"۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے، اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے''۔ یہاں پر یہ بات بتائی گئی کہ پیدائش سے موت تک عرصۂ حیات اس لیے عطا کیا گیا ہے تاکہ آزمائش ہوجائے اور پتہ چل جائے کہ کون بہتر عمل کرتا ہے اور کون نہیں کرتا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ دیگر مخلوقات کی مانند سبھی انسان یکساں عمل نہیں کریں گے۔ کچھ اچھے کام کریں گے تو کچھ برے کام بھی کریں گے۔ اس بات کی وضاحت سورہ حج میں اس طرح ہے کہ: ''وہی ہے جس نے تمہیں زندگی بخشی ہے، وہی تم کو موت دیتا ہے اور وہی پھر تم کو زندہ کرے گا سچ یہ ہے کہ انسان بڑا ہی منکرِ حق ہے''۔ اسی بنا پر کچھ لوگ زندگی کی آزمائش میں کامیاب ہوں گے تو کچھ ناکام ونامراد جائیں گے۔ اس موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی دو صفات کا ذکر قابلِ توجہ ہے کہ وہ غالب وزبردست یعنی سزا دینے پر قادر ہے لیکن اسی کے ساتھ غفور یعنی معاف کرنے والا یا درگزر فرمانے والا بھی ہے۔ (رجوع الی اللہ کی اہمیت اور ضرورت)

## توبہ کی اہمیت قرآن مجید کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعاً أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (النور: ۳۱) اے مومنو! تم سب

اللہ کی جانب رجوع کرو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

ایک اور مقام پر فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (التحریم:۸) اے مسلمانو! اللہ کے حضور سچی توبہ کرو، اُمید ہے کہ تمہارے پروردگار تم سے تمہارے گناہوں کو دُور کر دیں گے اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کر دیں گے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اس دن اللہ پیغمبر اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں فرمائیں گے، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا، وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے ہمارے نور کو مکمل فرما دیجیے اور ہم کو بخش دیجیے، یقیناً آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی کی رحمت اور نرمی بندوں پر بہت وسیع ہے، اللہ تعالی کی ذات حلیم ہے اسی لیے اللہ تعالی ہمیں فوری طور پر اپنی پکڑ میں نہیں لیتا، نہ ہی ہم پر عذاب مسلط فرماتا ہے، بلکہ ہمیں مہلت دیتا ہے، اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ لوگوں کو اللہ تعالی کی رحمت اور کرم بتلائیں، جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ، ترجمہ: آپ لوگوں سے کہہ دیجیے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، اللہ یقیناً سارے ہی گناہ معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ غفور رحیم ہے (الزمر:۵۳)

ایک اور مقام پر فرمایا: وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى، اور جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے، اچھے عمل کرے اور راہ راست پر گامزن رہے تو میں یقیناً اس سے بہت زیادہ درگزر کرنے والا ہوں۔ (طہ:۸۲)

ایسے ہی اللہ تعالی کا فرمان ہے: وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ، جب ان سے کوئی بے حیائی کا کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں فی الواقع اللہ تعالی کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ دیدہ دانستہ کسی برے کام پر نہیں اڑتے۔ (آل عمران:۱۳۵)

ایک اور مقام پر فرمایا: وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا، جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو اللہ کو بخشنے والا، مہربانی کرنے والا پائے گا۔ (النساء:۱۱۰)

بلکہ اللہ تعالی نے تو بدترین شرک اور گھٹیا ترین گناہ کرنے والوں کو بھی توبہ کی دعوت دی، یعنی ان لوگوں کو بھی توبہ کی طرف بلایا جو عیسی علیہ السلام کو نعوذ باللہ اللہ کا بیٹا قرار دیتے تھے، اللہ تعالی ظالموں کی اس بات سے منزّہ اور مبرّا ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ، تو کیا وہ اللہ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اللہ سے بخشش نہیں مانگتے! اللہ

تعالیٰ تو نہایت بخشنے والا اور بہت زیادہ مہربان ہے۔(المائدۃ:۷۴)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے لیے بھی توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے؛ حالانکہ منافقین اعلانیہ کفر کرنے والے کافروں سے بھی بدتر ہوتے ہیں، ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيراً. إِلا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْراً عَظِيماً. بے شک منافق لوگ آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔ ہاں! ان میں سے جن لوگوں نے توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی اور اللہ (کے دین) کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اللہ کے لیے دین کو خالص کر لیا تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ عنقریب مومنوں کو بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔(النساء:145۔146)

نیز اللہ تعالیٰ کی صفات میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے اور بندے کے توبہ کرنے پر خوش بھی ہوتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور فضل و احسان ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ، وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو (سب) جانتا ہے۔(الشوریٰ:۲۵)

ایک اور مقام پر فرمایا: أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور (ان کے) صدقات قبول کرتا ہے اور یہ کہ وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔(التوبۃ:۱۰۴)

توبہ کے ثواب میں ایسی خوش حال زندگی بھی شامل ہے جو کہ ہمیشہ ایمان، قناعت، رضامندی، اطمینان، اور سکینت کے سائے تلے پروان چڑھے، اور جس میں سینہ ہر قسم کے کینے سے محفوظ رہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعاً حَسَناً إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ، اور تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اس کے سامنے توبہ کرو، وہ تم کو وقت مقرر تک اچھا سامان زندگی دے گا اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔ (ھود:۳)

توبہ کے ثواب میں آسمان سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور زمین سے بھی برکتیں برآمد ہوتی ہیں، توبہ کی بدولت مال و دولت سمیت اولاد اور پیداوار میں بھی برکت آتی ہے، انسانی جسم تندرست رہتے ہیں، آفات سے تحفظ ملتا ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ھود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَاراً وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ. اور اے میری قوم! اپنے پروردگار سے معافی مانگو، پھر اسی کے آگے توبہ کرو وہ تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا اور تمہاری موجودہ قوت میں مزید اضافہ کرے گا تم مجرموں کی طرح منہ نہ پھیرو۔ (ھود:۵۲)

# توبہ کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

حضرت انس بن مالک انصاری خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اونٹ مایوسی کے بعد اسے اچانک مل گیا ہو حالانکہ وہ کسی چٹیل میدان میں گم ہو گیا تھا۔ (متفق علیہ)

ایک روایت میں ہے کہ: یقیناً جب اللہ کا کوئی بندہ اس کی طرف لوٹ آتا ہے تو اس کو اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو اس وقت ہوتی ہے کہ وہ بیاباں جنگل میں اپنی سواری پر تھا اور سواری اس سے گم ہو جائے حالانکہ اس کا کھانا اور پینا اسی پر تھا تو وہ سواری سے ناامید ہو کر ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے سایہ میں لیٹ گیا کہ اب سواری نہیں ملے گی، وہ ابھی اپنی اسی حالت میں تھا کہ اپنی سواری کو اپنے پاس کھڑی ہوئی پاتا ہے تو وہ اس کی مہار پکڑ لیتا ہے پھر شدتِ مسرت میں مدہوش ہو کر کہہ جاتا ہے: اے میرے اللہ! تو میرا بندہ، میں تیرا اللہ! یعنی بے پایاں خوشی کی بنا پر الفاظ الٹ کر دیے۔ (صحیح مسلم: 2747)

ظاہر ہے کہ اگر کوئی سوار تنہا جنگل میں سفر کر رہا ہو اور راستہ بھر کے لیے کھانے، پینے کا سامان بھی اس جانور پر لدا ہوا ہو اور پھر وہ سفر کے دوران کسی دن دوپہر میں کہیں سایہ دیکھ کر اترا اور آرام کی نیت سے سو گیا، جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس کی سواری کا جانور اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ غائب ہے تو اسے بہت سخت تکلیف ہوگی، اور پریشانی کی شدت سے دوچار ہو کر موت کی تمنا کرے گا لیکن جب کچھ دیر کے بعد اسے سواری اور اس کے ساتھ تمام سامان مل جائے تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہے گی اور وہ رقص و سرور کے عالم کیف میں غرق ہو جائے گا، اسی طرح جب جرم و گناہ کے بعد کوئی بندہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور سچے دل سے توبہ کے ذریعہ اللہ کا قرب چاہتا ہے تو اللہ تعالی کو اس مایوس شخص سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے اور وہ اپنے خطا کار بندہ کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز دو قطروں سے زیادہ محبوب نہیں، ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو اور دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کے راستہ میں گرا ہوا۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک ندامت کا آنسو شہیدوں کے خون کی مانند اہمیت رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے مولانا رومی فرماتے ہیں:

قطرۂ اشکِ ندامت در سجود
ہمسری خون شہادت می نمود

ندامت کے آنسوؤں کے وہ قطرے جو سجدہ میں گنہگاروں کی آنکھوں سے گرتے ہیں، اتنے قیمتی ہیں کہ اللہ تعالی کی رحمت ان کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتی ہے۔

بندے کی توبہ سے اللہ تعالی کی خوشی بھی اُس کی شان ربوبیت اور رحمت کا تقاضا ہے کہ اس کا ایک بھٹکا ہوا بندہ، اپنی نادانی سے

شیطان کے فریب میں آکر اس کی عبادت کی راہ سے بھٹک گیا تھا، راہ راست پر آ گیا۔لیکن بندے کی توبہ واستغفار سے اللہ تعالیٰ کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ وہ بڑا ہے اور بڑا ہی رہے گا۔ وہ بے نیاز ہے، اسے ہماری ضرورت نہیں ہے،لیکن ہم اس کے محتاج ہیں۔اس کی کوئی نظیر نہیں ہے، وہ پوری کائنات کا خالق و مالک ورازق ہے۔اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنے کا فائدہ ہمیں ہی پہنچتا ہے ،جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر اس کا نقصان بھی ہمیں ہی پہنچتا ہے۔

سیدنا ابوموسی عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل ،رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے، تاکہ دن کو گناہ کرنے والا توبہ کرلے، اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے، تاکہ رات میں گناہ کرنے والا توبہ کر لے (یہ سلسلہ روزانہ چلتا رہے گا) حتی کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ (مسلم:2759)

ایسے ہی ابوعبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالی بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک موت کا غرغرہ شروع نہ ہو جائے (ترمذی:3537)

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی امت میں ایک آدمی تھا، اس نے ننانوے قتل کیے تھے، تو اس نے دھرتی کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اس کو ایک راہب کا پتا بتایا گیا، چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ: وہ ننانوے آدمیوں کو قتل کر چکا ہے کیا اب اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ راہب نے کہا: نہیں، تو اس پر اس نے راہب کو بھی قتل کرڈالا اور سو پورے کر دیئے، پھر اس نے زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو اس کو ایک عالم آدمی کا پتا بتلایا گیا، تو اس نے اس سے پوچھا کہ: وہ سو آدمیوں کا قتل کر چکا ہے، کیا اس کے لیے توبہ کا امکان ہے؟ تو اس نے کہا: ہاں، قاتل کے اور توبہ کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟ تم فلاں بستی میں چلے جاؤ وہاں کے باسی اللہ کی بندگی کرتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ رہ کر اللہ کی بندگی میں مشغول ہو جاؤ اور اپنے علاقے میں واپس مت آنا، کیونکہ وہ برا علاقہ ہے۔اس پر وہ قاتل اسی بستی کی جانب چل پڑا، حتی کہ جب اس نے آدھا راستہ طے کرلیا، اسے موت نے آلیا، اور اس کی روح قبض کرنے کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہو گیا، رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ صدق دل کے ساتھ توبہ کر کے اللہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔اور عذاب کے فرشتوں نے کہا: حقیقت یہ ہے کہ اس نے کبھی نیکی کا کام کیا ہی نہیں! اسی اثنا ان کے پاس (اللہ کے حکم سے) ایک فرشتہ انسانی شکل میں آیا، دونوں قسم کے فرشتوں نے اسے ثالثی مان لیا تو اس انسان نما فرشتے نے کہا، دونوں زمینوں کے درمیانی علاقہ کی پیمائش کرلو تو جس بستی کی طرف زیادہ قریب ہوگا تو وہ اسی بستی کا باشندہ متصور ہوگا تو انہوں نے پیمائش کی تو اسے اس علاقہ کے زیادہ قریب پایا، جس کے ارادے سے وہ جا رہا تھا، اس لیے اس کی روح کو رحمت کے فرشتوں نے اپنے قبضے میں لے لیا (متفق علیہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ (ابن ماجہ) ”تمام بنی آدم بہت خطا کار ہیں، لیکن ان خطا کاروں میں بہتر وہ ہیں جو بار بار توبہ کرنے والے ہیں۔“

بزم خطباء ایک ٹیلیگرام چینل ہے، جس میں خطباء کے لیے مواد مہیا کیا جاتا ہے، اپنے دوست احباب کو شامل فرمائیں۔

یعنی غلطی ہوگئی تو توبہ کرلیں. توبہ کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ پھر کبھی وہ غلطی نہ ہو اصل بات یہ ہے کہ اس وقت آپ یہ عہد کرلیں کہ یہ کام نہیں کرنا ہے اور ایک دفعہ وہ کام چھوڑ دیں تو توبہ ہوگئی، اگر کچھ عرصے کے بعد آپ پھر جذبات کی رو میں بہہ گئے یا آپ پر برے اثرات پڑے اور آپ سے وہ غلطی دوبارہ سرزد ہوگئی' تو کوئی بات نہیں، آپ پھر توبہ کرلیں. اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: "اَلتَّوَّابُوْنَ" یعنی بار بار توبہ کرنے والے.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لاَ ذَنْبَ لَهٗ (ابن ماجه) ''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں.''

اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے بچے تختی لکھنے کے بعد اسے دھوتے ہیں تو وہ اس طرح صاف ہوجاتی ہے جیسے کبھی اس پر کچھ لکھا ہی نہ گیا ہو، یہی حال توبہ کرنے والا کا ہے کہ جب انسان توبہ کرلیتا ہے تو وہ ایسے پاک صاف ہوجاتا ہے جیسے اس نے پہلے وہ گناہ کبھی کیا ہی نہ ہو۔

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ (مسلم) ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تم کو لے جاتا اور ایسے لوگوں کو لے آتا جو گناہ کرتے' پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے (اور توبہ کرتے) تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردیتا.''

## توبہ کے شرائط

توبہ کا معنی اللہ کی جانب رجوع کرنا، اور گناہ ترک کر کے گناہ سے نفرت اور پھر اپنے کیے پر ندامت کو توبہ کہتے ہیں۔ اس بارے میں امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: " کسی بھی گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے؛ چنانچہ اگر کسی گناہ کا تعلق اللہ تعالی اور بندے کے درمیان ہے؛ حقوق العباد کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں تو پھر اس گناہ سے توبہ کی تین شرائط ہیں:

پہلی شرط: گناہ کو چھوڑ دے۔

دوسری شرط: گناہ کرنے پر ندامت کرے۔

تیسری شرط: ہمیشہ کے لیے گناہ دوبارہ نہ کرنے کا عزم کرے۔

حقوق اللہ میں کوتاہی کی صورت میں توبہ کے صحیح ہونے کے لئے تین شرطیں اور بندے کے حقوق میں کوتاہی کرنے پر توبہ کے لیے چار شرطیں ضروری ہیں اور چوتھی شرط اس حق کا ادا کرنا ضروری ہے، لہٰذا ہمیں جس طرح اللہ کے حقوق کو مکمل طور پر ادا کرنا چاہئے، اسی طرح بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں ادنیٰ سی کوتاہی سے بھی بچنا چاہئے۔ بندوں کے حقوق میں کوتاہی کرنے پر کل قیامت کے دن محسن انسانیت ﷺ کے فرمان کے مطابق اعمال کے ذریعے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی جائے گی، جیسا کہ فرمان رسول ﷺ ہے: میری امت کا مفلس شخص وہ ہے جو قیامت کے دن بہت سی نماز، روزہ، زکوٰۃ (اور دوسری مقبول عبادتیں) لے کر آئے گا، مگر حال

یہ ہوگا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو اس کی نیکیوں میں سے ایک حق والے کو (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی، ایسے ہی دوسرے حق والے کو اس کی نیکیوں میں سے (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی، پھر اگر دوسروں کے حقوق چکائے جانے سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو (ان حقوق کے بقدر) حق داروں اور مظلوموں کے گناہ (جو انہوں نے کئے ہوں گے) ان سے لے کر اس شخص پر ڈال دئے جائیں گے اور پھر اس شخص کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم)

اللہ رب العزت ہم سب کو سچی توبہ کرنے اور اللہ کی طرف صحیح انداز میں رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور امت مسلمہ کے حالات کو درست فرمائے، آمین یارب العالمین۔

أقول قولی هذا واستغفر الله لی ولکم ولسائر المسلمین، فاستغفروه إنه هو الغفور الرحیم۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین

بزم خطباء ٹیلیگرام چینل میں شامل ہونے کے لیے ٹیلیگرام کے تلاش کے خانہ میں لکھیں

@bazmekhateeb

اور شامل ہوجائیں

نوٹ: اس مواد کو تیار کرنے میں مختلف اہل علم کے مضامین سے استفادہ کیا گیا ہے اور اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔